ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

BRIEF REVIEW OF PRAVEEN SHAKER’S POETRY

ایاز علی جراح

لیکچرار، شہید بینظیر بھٹو یونیورسٹی، نواب شاہ

اصغر عباس

اسٹنٹ پروفیسر، شہید نسیم احمد کھرل، گورنمنٹ سپیریئر سائنس کالج، خیر پور

پرویز احمد

غلام ربانی آگرو، گورنمنٹ ڈگری کالج، کنڈیارو

ASTRACT:

Praveen Shaker is a notable personality of Urdu literature who belonged to the Sadat family. She was born on 24 November 1952 in Karachi. His father's name was Syed Shaker Husain. He was a resident of Sheikhupura village in Bihar province. Praveen Shaker tried his hand in both prose and poetry and earned his name. The poetry part of women's literature seems incomplete without Praveen Shaker's poetry. The truth is that Praveen Shaker's voice is the most unique among Urdu poets. Praveen’s poetry is the poetry of our era. Their experiences of different types can be seen here. In the field of poetry, he especially paid more attention to ghazals and poems. His five poetry collections, Khushbo, Sadbarg, khud kalami , Inkar, and Kaf-e-Aina, are well-known and popular collections. And then, in the name of Mahe Tama, your collections of poetry were also published. You also experimented with bound verse, free verse, and prose poems. Praveen widened the scope of Urdu poetry by bringing new similes and metaphors of his creation. Her poetry is basically the poetry of feelings and experiences of love, and the other quality is her individuality. Praveen is the name of a cluster of stars in Persian -Praveen was called Para or Paro at home; as compared to her name, she was the owner of a very playful and mischievous nature.

Keywords: Parveen Shakir, Khusbum Sadburg, feeling, feminism,

پروین شاکر کی شاعری کا مختصر جائزہ

خوبصورتی چاہے کسی بھی چیز کی ہو باعث کشش ہوتی ہے چاہے وہ کسی شکل وصورت میں ہو یا رنگ و آہنگ میں کیوں نہ ہو۔ انگریزی ادب کے مشہور رومانس اور خوبصورتی کے شاعر "کیٹس" نے اپنی مشہور نظم (Ode to the gracian um) میں لکھتے ہیں ایک گلدان پر پینٹ کی گئی تصویر نے اسے بہت متاثر کیا اور وہ بے خود ہو کر کہنے لگے (Athing of beauty is joy for ever)

جس طرح مصور اپنے لہو میں احساس کا برش ڈبو کر خالی کینیوس کو سجاتا ہے اس طرح شاعر بھی جذبوں اور رنگوں کی طلسماتی دنیا کی خبر رکھتا ہے۔ وہ ایک ہی وقت میں موسیقار بھی ہے اور مصور بھی، جہاں تک پروین شاکر کی شاعری کا تعلق ہے وہ رنگوں اور سروں کی کی ملکہ ہیں ان کی شاعری دھنک کے رنگوں اور کومل سروں سے آشنا ہے وہ اپنی سوچ کی گہرائی میں اتر کر جذبات اور احساسات کی ایسی منظر کشی کرتی ہیں کہ دل کھینچا چلا جاتا ہے یہ ہی وجہ ہے کہ بہت پہلے سے ہی پروین شاکر کی خوبصورت شاعری نے پوری دنیا کو اپنی طرف مائل کر لیا تھا۔ اردو ادب کی تاریخ ساز شاعرہ جو خواتین اور جوان طبقے میں سب سے زیادہ پسند کی جاتی ہیں انہوں نے لوگوں کو نیئے امکانات سے روشناس کروایا اور بلا امتیاز جنس و عمر ہر کسی کو اپنی شاعری کے زریعے متوجہ کیا۔

پروین شاکر اردو ادب کی ایک مایہ ناز شخصیت ہیں، جن کا تعلق سادات خاندان سے تھا وہ ۲۴ نومبر ۱۹۵۲ء میں کراچی میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد کا نام سید شاکر حسین تھا۔ وہ صوبہ بہار کے ضلع شیخوپورہ گاؤں کے رہنے والے تھے۔ پروین شاکر نے نثر و شاعری دونوں اصناف میں طبع آزمائی کی اور اپنا نام کمایا۔ خواتین ادب کا شعری حصہ پروین شاکر کی شاعری کے بغیر ادھورا معلوم ہوتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اردو کے شعراء میں پروین شاکر کی آواز سب سے منفرد ہے۔ پروین کی شاعری ہمارے عہد کی شاعری ہے۔ ان کے یہاں مختلف اقسام کے تجربات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ شاعری کے میدان میں انہوں نے خصوصاً غزل اور نظم پر زیادہ توجہ دی۔ ان کے پانچ شعری مجموعے خوشبو، صد

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

برگ، خود کلامی، انکار اور کفِ آئینہ معروف و مقبول مجموعے ہیں۔ اور پھر ماہ تمام کے نام سے آپ کے کلیات بھی شائع ہوئے۔ آپ نے پابند نظم، آزاد نظم، اور نثری نظموں پر بھی طبع آزمائی کی۔ پروین نے اپنی تخلیق کی نئی نئی تشبیہات واستعارات لاکر اردو شاعری کے دامن کو مزید وسیع کیا۔ ان کی شاعری بنیادی طور پر عشق کے جذبات و تجربات کی شاعری ہے اور دوسری خوبی ان کی انفرادیت ہے۔ پروین فارسی میں ایک ستاروں کے ایک جھرمٹ کا نام ہے وہ اپنے نام کی وضاحت کرتے ہوئے بتاتی ہیں کہ میری اماں نے میری پیشانی کو دیکھ کر میرا نام ایک ستارے پر رکھ دیا تھا، گھر میں پروین کو پارا یا پارو کہا جاتا تھا اپنے نام کی نسبت سے وہ بڑی شوخ چنچل اور شرارتی طبعیت کی مالک تھیں۔

معلوم ہوتا ہے پروین بچپن سے ہی غیر معمولی صلاحیتوں کی مالک تھیں دوسرے بچوں سے وہ بلکل الگ تھیں، ہمیشہ تعلیمی رکارڈ بہت اچھا رہا ہے آٹھویں کلاس میں آپ کا ایک مضمون استاد کو بہت اچھا لگا تو آپ نے فرمایا یہ لڑکی بہت آگے جائے گی پروین نے شاعری کی ابتداء نظم سے کی۔ اس نظم کا عنوان تھا "مون سون کی برسات" جس کا پہلا مصرعہ یہ تھا "دیکھو کوئی جوگن جنگل میں گا رہی ہے" اس نظم کو بہت سراہا گیا اور اساتذہ نے بہت پسند بھی کیا۔

شاعری کا آغاز گلِ رعنا کراچی سے کیا۔ طلباء کے مشاعرے میں ان کی ایک نظم کو پہلے انعام سے نوازا گیا اس تقریب کے مہمان خصوصی پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کی بیوی رانا لیاقت علی خان تھیں، کالج کی سرگرمیوں میں ہمیشہ آگے رہتی تھیں پروین نے کالج میں "بزمِ ادب" کی جوائن سیکریٹری کے فرائض بھی انجام دیئے ہیں "مجلہ سحر" کی مدیر معاون بھی رہ چکی ہیں، کالج میں بہترین شاعرہ کا اعزاز بھی حاصل کر چکی ہیں، روزنامہ جنگ میں تعلیمی صفحے بھی لئے "فریاد کچھ تو ہو" کے عنوان سے 1968 تک لکھتی رہی ہیں۔ پروین کے وہ اساتذہ جو ان کو بہت پیار کرتے تھے ان میں محترمہ عرفانہ عزیز اور احمد ندیم قاسمی صاحب تھے پروین کی غزلیں سب سے پہلے فنون میں شایع ہوئی تھیں۔

آفتاب احمد لکھتے ہیں:

> "پروین شاکر نے اپنی شاعری کا آغاز خوشبو کے وطن یعنی خوش رنگ پھولوں، خوشنما رنگوں اور خوشنوا طائروں کی وادی سے کیا، مگر جلد ہی زندگی نے ان کی راہوں میں کانٹوں کے جال بچھا دیئے۔ کیونکہ وہ طبعاً گلشن پرست واقع ہوئیں۔ لہٰذا انہوں نے پھول ہی نہیں چنے، کانٹے بھی سمیٹ لیے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی شاعری میں غم و خوشی کی لہریں بیک وقت ابھرتی ڈوبتی نظر آئیں، تخلیق کی دیوی ان کے یہاں بہ چہرہ تبسم بہ چشم تر آئی ہے۔"(۱)

پروین کی شاعری میں دلی جذبات کی عکاسی ہوتی ہے یعنی جو ان کے دل میں ہوتا ہے اس کا نقش وہ اپنی شاعری میں ڈھالتی ہیں۔

انھئں شعر گوئی کا ملکہ اور نسوانی جذبات کے اظہار پر کمال حاصل تھا۔ وہ بے حد مہذب، شائستہ اور اعلیٰ تعلیم یافتہ تھیں۔ ان کا انداز گفتگو بہت سہل ہے۔ وہ اپنی گفتگو میں مشکل اور ثقیل الفاظ سے گریز کرتی تھیں اور اپنی نرم مزاجی کے باعث دھیمے لہجے میں باتیں کرتی تھیں۔ ان کا کہنا تھا کہ میں جو ہوں جیسیٔ ہوں ویسی ہی رہنا چاہتی ہوں۔

عبدالاحد ساز رقم طراز ہیں:

> "پروین شاکر بلاشبہ اپنی شخصیت اور فن کے گہرے نقوش چھوڑنے والی ایسی خاتون تھیں جسے قدرت نے حسن و جمال، علم و ہنر 'دولت و ثروت اور اعلیٰ منزل و مرتبت سے ایک ساتھ نواز رکھا تھا۔ اس نے شاعری اور فن سے ٹوٹ کر بحث کی اور خود بھی اپنے عہد کی شاعری کی آنکھوں کا تارا بن کر رہی۔"(۲)

پروین نے جب شاعری کے میدان میں قدم رکھا تو اس وقت کچھ خواتین شاعرات اپنی تخلیقی جلوے بکھیر چکی تھی اور عوام میں مقبول عام تھیں۔ ایسے وقت میں پروین کے لیے قدم جمانا بہت ہی مشکل تھا مگر پروین نے ان سب کے درمیان اپنی انفرادیت بنائی۔ انہوں نے اپنے اسلوب اور لہجے کو مختلف طرز دی جس کی وجہ سے انہیں ہم عصر شاعرات میں منفرد سمجھا گیا۔

پروین کہتی ہیں:

جگنو کو دن کے وقت پرکھنے کی ضد کریں
بچے ہمارے عہد کے چالاک ہو گئے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

لڑکیاں بیٹھتی ہیں پاؤں ڈال کر
روشنی ہونے لگی تالاب میں

پروین کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے خوبصورت خیالات کو شاعری کے ذریعے ادا کر کے اردو ادب کے دامن کو وسیع کیا اور اس میں نئی جہت کا اضافہ بھی کیا۔ کہتی ہیں:

"وہ میرے پاؤں کو چھونے جھکا تھا جس لمحے
جو مانگتا اسے دیتی امیر ایسی تھی

اردو ادب میں سچے نسائی محسوسات اور جذبات کی شاعری بہت کم ہوئی ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اردو شاعرات نے آنکھیں بند کر کے اردو زبان اور شاعری کے مروجہ آہنگ کو اپنا لیا۔ غزل اور نسائیت سے متعلق پروین کے بارے میں ذیل اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے:

"غزل کی دنیا میں پروین شاکر ایک عہد آفریں شاعرہ بن کر آئیں اور اپنی نسائی آواز، چونکا دینے والے اسلوب سے اردو شاعرات میں ہلچل مچا دی۔ پروین شاکر کی شاعری میں صنف نازک کی بے چارگی اور بے بسی کا ایسا درد بھرا ہوا ہے جو اس ہرنی کے انداز سے بھرا ہوا ہوتا ہے جو چاروں طرف سے شکاریوں سے گھبر چکی اور بے چارگی اور بے بسی سے چیخ رہی ہو۔ (۳)"

چند اشعار ملاحظہ کیجیے:

"جو بادلوں سے بھی مجھ کو چھپائے رکھتا تھا
بڑھی ہے دھوپ تو بے سائباں چھوڑ گیا
انگلیوں کو تراش دیں پھر بھی
عادتاً اس کا نام لکھیں گی

پروین کی شاعری جذبات سے بھرپور ہے اور ایک نادار و ناچار لڑکی کے احساسات و جذبات کی عکاس بھی ہیں۔ اور حوصلہ مند بھی اور اپنے اطراف سے باخبر بھی ہیں۔ خوشبو سے انکار تک کا ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ کسی خط کو پورا کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔

چاند بھی میری کروٹوں کا گواہ
میرے بستر کی ہر شکن کی طرح

ایک اور شعر دیکھیے:

کیسے کہہ دوں مجھے چھوڑ دیا ہے اس نے
بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی
یہ کیا وہ جب چاہے چھین لے مجھ سے
اپنے لئے وہ شخص تڑپتا بھی تو دیکھوں
کون سے پھول تھے کل رات تیرے بستر پر
آج خوشبو، تیرے پہلو سے عجب آتی ھے۔

فاروق علی رقم طراز ہیں:

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

"خوشبو کے سفر، صد برگ کے ہاتھ میں لیے خواہشوں کے ہفت خواں سے گزرتی آگے بڑھ رہی ہے۔اس کا سفر نہ تھکا دینے والا ہے اور نہ بے مقصد۔اس کی شاعری میں چھوٹے چھوٹے المیاتی لمحے قرینے سے چنے نظر آتے ہیں۔ نظم اور غزل دونوں میں وہ متوازی قطاروں کے دروں پر ہلکی ہلکی دستکیں بڑھ رہی ہیں۔"(۴)

پروین شاکر عورت کو خوددار اور عزتِ نفس کی محافظ دیکھنا چاہتی ہیں اور ایسی عورت کی نمائندگی کرتی ہیں جو مرد کے ساتھ برابری کے رشتے کی خواہاں ہے۔خواہ وہ رشتہ جسم و جان کا ہو، محبت و نفرت کا ہو یا پھر کسی نوعیت کا ہو۔۔یہ وہ عورت ہے جو احساس کمتری کا شکار ہونا نہیں چاہتی اور نہ مرد کے مقابلے میں برتری کا جذبہ رکھتی ہے۔پروین کے یہاں مساوی رویہ دیکھا جا سکتا ہے۔

میں کیوں اس کو فون کروں
اس کے بھی علم میں ہو گا
کل شب موسم کی پہلی
بارش تھی

پروین کی بہت سی غزلوں میں مقطع نہیں ہے اور ناقدین اسے پروین کی غزلوں کی انفرادیت قرار دیتے ہیں۔آپ شاعری کرتے ہوئے آزاد ہیں اور قافیوں کا دل کھول کر بھرپور استعمال کیا۔آپ نے نظم اور غزل دونوں اصناف میں اپنے خیالات و جذبات کا اظہار کیا ہے۔ان کی نظمیں صاف اور نکھری ہیں اور ان میں آپ نے تیکھا اور طنزیہ لہجہ استعمال کیا ہے۔

ایک نظم ملاحظہ کیجیے:

"دلآزاری بھی اک فن ہے
اور کچھ لوگ تو
ساری زندگی اس کی روٹی کھاتے ہیں
چاہے ان کا برج کوئی ہو
عقرب ہی لگتے ہیں
تیسرے درجے کے پہلے اخباروں پر یہ
اپنی یرقانی سوچوں سے
اور بھی زردی ملتے رہتے ہیں
مالا باری کیبن ہوں یا پانچ ستارہ ہوٹل
کہیں بھی قے کرنے سے باز نہیں آتے
اوپر سے اس عمل کو
فقرے بازی کہتے ہیں
جس کا پہلا نشانہ عموماً
بل کو ادا کرنے والا ساتھی ہوتا ہے! "(۵)

پروین کی شاعری کی خاصی طنز ہے جس کی جھلک ان کی ہر صنف میں دیکھی جا سکتی ہے۔

کہتی ہیں:

"میں اتنے سانپوں کو رستے میں دیکھ آئی تھی

کہ تیرے شہر میں پہنچی تو کوئی ڈرہی نہ تھا

پروین جدید تشبیہات وعلامات کے استعمال پر یقین رکھتی ہیں اور انہوں نے شاعری میں نئے نئے الفاظ اور تراکیب کے نئے راستے ہموار کیے ہیں۔آپ الفاظ کی معنوی تشکیلات کا خیال رکھتی ہیں اور ایسے الفاظ استعمال کرتی ہیں جو ان کی شاعری میں اہمیت پاسکیں۔آپ سادگی اور پرکاری کا پرچار کرتی ہیں اور عام فہم الفاظ کا استعمال کرنا زیادہ پسند کرتی ہیں۔

"میں سچ کہوں مگر پھر بھی ہار جاؤں گی

وہ جھوٹ بولے گا اور لاجواب کردے گا

پروین کی شاعری میں موضوعات کا تنوع نظر آتا ہے، کہیں نسوانیت، کہیں مساوی سلوک، کہیں خودداری، کہیں طنز، کہیں جذبات، کہیں پھول، کہیں خوشبو اور کہیں سیاست کا ذکر بھی ان کی شاعری میں ملتا ہے۔سیاست کے پہلو پر بہت سے اشعار ملتے ہیں۔آپ معاشرے کی بے راہروی اور ناانصافی پر باغی نظر آتی ہیں اور اس کے خلاف احتجاج کی آواز بلند کرتے ہوئے قلم اٹھاتی ہیں۔

"لہو جمنے سے پہلے خوں بہادے

یہاں انصاف سے قاتل بڑا ہے

ایک اور مقام پر لکھتی ہیں:

"مگر میرے شہر منحرف میں

ابھی کچھ ایسے غیور وصادق بقید جاں ہیں

کہ حرف انکار جن کی قیمت نہیں بنا ہے

سو حاکم شہر جب بھی اپنے غلام زادے

انہیں گرفتار کرنے بھیجے

تو ساتھ میں ایک ایک کا شجرہ نسب بھی روانہ کرنا

اور ان کے ہمراہ سر دپتھر چننے دینا"

آپ نے ماں کے جذبات کی عکاسی بھی کی ہے اور ماں بیٹے کی جدائی میں بھی نظمیں کہیں،اس کے علاوہ آپ نے جنسی موضوعات پر بھی طبع آزمائی کی۔آپ نے اس موضوع پر کافی بے باکی دکھائی ہے اور بعض اوقات جدائی کے عالم میں بھی جنسیت کا عنصر پیدا کرنے میں کامیاب رہی ہیں۔

کہتی ہیں:

"جدائی بندی خانے میں بند

برف کی سیل پر تنہا بیٹھی

حرارت زندگی سے کچھ ربط ڈھونڈتی ہوں

بدن کو اپنے تمہارے ہاتھوں سے چھور ہی ہوں"(6)

آپ کی شاعری میں زبان کی سادگی اور الفاظ و تراکیب اور موضوعات کے تنوع کے ساتھ ساتھ منفرد انداز، بول چال کی زبان، ہندی اور فارسی طرز، دھیمہ لہجہ، اور میٹھے بول وغیرہ سے قاری پر ایسی کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ وہ ان کی شاعری کے حسن و جمال میں کھو جاتا ہے۔

پروین شاکر نے کیا خوب کہا ہے:

"سلا رہا تھا نہ بیدار کر رہا تھا مجھے

وہ جیسے خواب میں محسوس کر رہا تھا

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

ان کی شاعری میں ہندی، انگریزی اور فارسی زبان کے علاوہ عربی کے الفاظ بھی ملتے ہیں۔ جس سے ان کے زبانوں پر عبور اور وسیع مطالعے کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، اس کے علاوہ انگریزی طرز کی نظمیں بھی ملتی ہیں۔

ڈاکٹر ناظم جعفری رقم طراز ہیں:

"پروین شاکر کو زبان پر پوری گرفت ہے۔ اردو زبان اور اپنی زبان پر بھی۔ یہی وجہ ہے کہ الفاظ اور اشارات اس کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑے رہتے ہیں۔ جو چاہتی ہیں لکھ دیتی ہیں لوگ بھی وہی چاہتے ہیں جو لکھ دیتی ہیں۔"(۷)

پروین شاکر کی شاعری ہر لحاظ سے قابل تحسین ہے، موضوع کے اعتبار سے ہو یا خواہ منفرد لب ولہجہ کے لحاظ سے۔ زبان وبیان ہو یا تشبیہات واستعارات کا استعمال، ان کی شاعری کا ہر پہلو داد کا مستحق ہے اور ہر لحاظ سے وہ جداگانہ، منفرد اور الگ مقام رکھتی ہیں اور اردو ادب کا نمایاں اور قابل احترام حصہ ہیں۔ جدید غزل گو شعراہ میں پروین شاکر کا ذکر نہ کرنا ان کے ساتھ ناانصافی ہوگی اردو غزل کا منظر نامہ ان کے بغیر نامکمل ہے آپ نے بہت تھورے سے وقت میں اتنا نام کمایا ہے کہ اردو زبان میں ادا جعفری کے بعد دوسری شاعرہ پروین شاکر ہیں جس نے کامیابی اور کامرانی کے راستے بہت تھوڑے وقت میں حاصل کر لیے آپ نے غزل کو نیا لب ولہجہ اور نئی فکر سے مالامال کر دیا جس کی وجہ سے آپ کو غزل کی احساسات اور رجحانات کی پیروکار کہا جاتا ھے،

فہمیدہ ریاض پروین شاکر کی شاعری کو ان الفاظ میں بیان کرتی ہے۔

"پروین کی شاعری سر تا سر کمال ہی کمال ہے ترنم ہی ترنم ہے اس کی شاعری ہمارے معاشرے کے لئے بہت ضروری ہے آگے کہتی ہیں تم غزل کی الیلی راج کماری ہو محبت اور فطرت کی ذہانت سے زبان کو خوب خوب سے سنوارا ہے اور موتی جیسے آبدار تخیل جیسے مصرعوں کے ہیرے تراشے ہیں"8

یونانی شاعرہ سیفو جس طرح حسن اور زندگی سے محبت کرتی ہے اسی طرح پروین شاکر کے ہاں بھی زندگی کی رنگینوں، رعنایوں اور فطرت کے موسموں اور رنگوں سے والہانہ عشق کا اظہار ملتا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جس سے دوستی اور پسندیدگی کا جذبہ ان کے خمیر میں گندھا ہوا ہو۔ وہ خود خوشبو کی دنیا میں اس بات کا اعتراف کرتی ہیں۔

"کچھ کم گوش یہ کہتے ہیں کہ اس لڑکی کی شاعری میں سوائے بارش کی خوشبو، پھولوں کی مسکراہٹ چڑیوں کے کینیوس اور ایسی سرگوشیوں کے اور کچھ بھی نہیں ہے اگر زندگی سے محبت کرنا جرم ہے تو یہ لڑکی بڑے غرور سے اس جرم کا اعتراف کرتی ہے "9

پروین کی شاعری کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نے مکمل طور پر ایک عورت /ایک لڑکی کی سوچوں کیفیتوں اور تجربوں کو الگ الگ روپ میں اتار کر اس طرح سے شعری قالب میں ڈھال دیا کہ جذبے سنور اور نکھر گئے ہیں ایسے احساسات اور جذبات اور کیفیات جو نوعمر لڑکیوں کے پنہاں خانوں میں جنم لیتی ہیں اور اقرار اور اظہار سے پہلے ہی دم توڑ دیتی ہیں، درد کی ٹیسیں، سلگنے والی کیفیت کا اظہار 'خوشبو' شاعری میں ملتا ہے چند اشعار ملاحظہ کیجے

1؛ وہ بدن کے پہلے پہل آگے جھکنا
رگ وپے میں کوئی لذت عجیب تھی
کانپ اٹھتی ہوں یہ سوچ کے تنہائی میں
میرے چہرے پے تیرا نام نہ پڑھ لے کوئی

2 ؛تو میرا کچھ نہیں لگتا مگر جان حیات
جانے کیوں تیرے لئے دل کو ڈھرکتا دیکھوں
وہ سوتے جاگتے رہنے کے لئے موسموں کا فسوں
کہ نیند میں ہوں مگر نیند بھی نہ آئی ہو

اردو غزل کی روایت چلی آرہی کہ ہجر یا جدائی کا سبب محبوب کو گردانا جاتا ہے پروین کا بھی یہ ایک منفرد انداز ہے کہ آپ نے ترک رفاقت کا الزام بھی سر لے لیا ہے

1 ؛کچھ تو تھی میری خطا ورنہ وہ کیوں

وہ اس طرح رفاقت کرتا

ہم خود ہی رفاقت کا سبب تھے اس کا قصور سارا کب تھا

صد برگ میں ایک لڑکی سے زیادہ ایک عورت کا پختہ رچا ہوا احساس دیتا ہے جو خشبو سے بلکل مختلف ہے

شب وہی لیکن ستارا اور ہے

اب سفر کا استعارا اور ہے

سکھ کے موسم انگلیوں پہ گنے ہیں

فصل غم کا گوشوارا اور ہے

کسی گھڑی میں ترک سفر کا خیال ہے

جب ہم میں لوٹ آنے کا یارا نہیں رہا(10)

خوشبو کے مقابلے میں صد برگ میں جذبات اور احساسات کا وفور اور وارفتگی کچھ کم ہے اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ شاعرہ کی اپنی زندگی ایک نیا رخ اختیار کر چکی ہے ،دوسری طرف وطن کی سرزمین بھی مارشل لاء کے تسلط میں آچکی ہے جس کی وجہ سے وہ جُھکنا جبر محسوس کرتی ہیں-اپنے دل کا درد علامتوں کے ذریعے اپنی شاعری میں انڈیل دیتی ہے جیسے جرم، سزا منصف فرد جرم، تیر تغیر، لہو قاضی، صلیب۔ سانپ۔ زہر۔ رنگ، بھیڑیا، بھنور، جیسے استعارات معنویت کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں-

مثال:

بس اے بہار کے سورج بڑھایہ قہر کا رنگ

جلا گئی ہے تیری دھوپ میرے شہر کا رنگ،

کس بستی میں ہو گی سچ کی حرمت

ہمارے شہر میں باطل بڑا ہے۔

پروین شاکر زمانے کے غم کو اپنا غم بنا کر پیش کرنے کی مہارت رکھتی تھیں ان کی شاعری کی خاص بات وہ سچائی اور حقیقت جسے آپ نے بغیر کسی تصنع اور بناوٹ کے پیش کیا ہے اس مین درد و کسک بھی ہے اور ایثار اور وفا کے کئی رنگ بھی ہیں ایسا لہجہ جو محبتوں اور چاہتوں کی شدت سے بھرپور ہو۔

عجیب خواب تھا آنکھیں ہی لے گیا میری

کرن کا عکس اب بھی میری دسترس میں نہیں

قدموں میں تکان تھی گھر بھی میرا قریب تھا

پر کیا کہ اب کہ سفر بھی عجیب تھا

پروین شاکر کی شاعری میں بیسویں صدی میں سانس لینے والی عورت کا پیکر ابھرتا ہے وہ یہ جانتی ہیں۔ کہ عورت مرد کے مقابلے میں کسی لحاظ سے بھی کم نہیں ہے اسے خدا نے تخیلقی جوہر سے آراستہ کر کہ مرد سے بھی برتر مقام پر فائز کیا ہے۔ لیکن مرد اپنی جھوٹی انا کی خاطر عورت کو ہمیشہ نیچا دکھانے کی کوشش کرتا رہتا ہے معاشرے میں عورت کا استحصال اور مرد کی منافقت کی کہانیاں پروین کی غزل کا موضوع رہا ہے

1 اندھیرے میں تھے جب تلک زمانہ ناساز گار تھا

چراغ کیا جلادیا ہوا ہی ادھر ہو گئی۔

2اب تو اس کے چہرے پر بے پناہ چہرے ہیں

کیا عجیب نعمت تھی ورنہ بے خبر ہونا

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.7.No.4 2024

3اس کی ترک رفاقت پر پریشان تو ہوں لیکن

اب کے تیرے ساتھ پہ حیرت بھی بہت ہے

المختصر پروین اپنے آپ کو سیفو اور میرا کا ہم پلہ کہتی تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں کی شاعری کا محور عشق ہے اس لئے ہمیں ان کی شاعری میں سیفو اور میرا کی جھلک نظر آتی ہے

فرق صرف اتنا ہے کہ میرا کہ ہاں عشقِ حقیقی ہے اور پروین کہ ہان عشق مجازی ہے

لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ یونانی شاعرہ سیفو اور ہندی شاعرہ میرا کی طرح پروین شاکر کا عشق بھی اردو کے شعری سرمائے میں ایک قابل قدر اضافہ ہے۔

حوالاجات

۱۔آفتاب احمد، مضمون، پروین شاکر، مشمولہ، ماہنامہ شاعر، شمارہ ۱۲، ص ۱۳

۲۔عبدالاحد ساز، مضمون پروین شاکر، مشمولہ سہ ماہی، اسباق، فروری ۱۹۹۵ء

۳۔ قاضی مشتاق احمد، پروین شاکر مضمون مشمولہ، اردو شاعری میر سے پروین شاکر تک

۴۔فاروق علی، پاکستانی شاعرات، ص ۶۹۷

۵۔پروین شاکر، نظم، فبای الاربکما تکذبن، مشمولہ، خود کلامی، ص ۱۰۸

۶۔پروین شاکر، نظم جدائی کے بندی خانے میں، مشمولہ، خود کلامی، ص ۱۵۵

۷۔اشفاق احمد، مضمون شہزادی، مشمولہ پاکستانی ادب ۱۹۹۴ء، ص ۷۳